100 سؤال وجواب في العقيدة والمنهج بأدلتها من الكتاب والسنة من الزيادات على كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد

عقیدہ و منہج

سے متعلقہ 100 اہم ترین سوال وجواب اور قرآن وسنت سے ان کے دلائل

وہ اضافی مسائل جن کا کتاب التوحید میں بیان نہیں ہوا

اعداد وترتیب

ڈاکٹر محبوب احمد ابو عاصم

توحید کا معنی اور اس کی فضیلت واہمیت

1. س: توحید کا کیا معنی و مفہوم ہے؟

ج: توحید لغت عرب میں وَحَّدَ یُوَحِّدُ فعل کا مصدر ہے، جس کا معنی کسی چیز کو ایک اور یکتا کرنا ہے، توحید کی اصطلاحی تعریف: مکمل ایمان ویقین اور اخلاص کے ساتھ ایک اللہ کی عبادت کرنا، اور اس میں کسی کو شریک نہ کرنا، اللہ تعالی کو الوہیت و ربوبیت اور اسماء صفات میں یکتا و اکیلا ماننا. چنانچہ توحید اس بات کا علم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ایک ہے اس کی کوئی نظیر نہیں، تو جو کوئی بھی اللہ کا علم اس طرح نہیں رکھتا، یا پھر وہ اسے وحدہ لاشریک کا وصف نہیں دیتا تو وہ اللہ کو ایک نہیں مانتا.

2. عقیدہ توحید کے دنیا وآخرت کے کیا فوائد ہیں؟

ج: اس سے دنیا وآخرت میں امن وسکون اور رشد وہدایت، اور آخرت میں ہمیشہ ہمیش کی نعمتوں بھری جنت نصیب ہوتی ہے. ارشاد باری تعالی ہے: {اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوَا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُوْلَئِكَ لَهُمُ الأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ} (حقیقت میں امن انہیں کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کیا) (سورہ الانعام: 82)، اور ارشادِ نبوی ہے: (وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لاَ يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا) (بخاری ومسلم) اور بندوں کا حق اللہ کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اسے عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے

3. س: بندوں پر سب سے پہلے کونسی چیز واجب ہے؟

ج: بندوں پر سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں کیوں پیدا کیا؟ اور ان کی طرف رسولوں اور کتابوں کو کیوں نازل کیا؟ اور دنیا وآخرت وجنت وجہنم کیوں پیدا کی. {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْأِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ} (اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں) (الذاریات: 56).

4. س: اگر غیر مسلم میدانِ جنگ میں کلمہ توحید کا اقرار کرلے تو کیا اسے قتل کیا جا سکتا؟

ج: اگر غیر مسلم میدانِ جنگ میں کلمہ توحید پڑھ لے تو اسے قتل نہیں کیا جا سکتا، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: "بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْحُرَقَةِ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ، فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ! فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم [وفي رواية مسلم: فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم] فَقَالَ: ((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟!)) قُلْتُ: كَانَ مُتَعَوِّذًا [إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلاَحِ] [أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتَلْتَهُ؟! أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا ؟!] (اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ہمیں حرقہ قوم کی طرف بھیجا، ہم نے صبح کے وقت حملہ آور ہو کر انہیں شکست دے دی، میں نے ان میں ایک آدمی پر تلوار اٹھائی تو اس نے کلمہ پڑھ لیا، میں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا، بعد میں میرے دل میں تشویش پیدا ہوئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اسے (لاإله إلا الله) کہنے کے بعد قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، اس نے تو تلوار سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا تھا، آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے کلمہ کیوں پڑھا تھا؟.... (البخاري ومسلم)

5. س: عبادت کا کیا معنی ہے؟

ج: لفظِ عبادت: عبودیت یعنی بندگی سے ہے، اور یہ ایسا جامع ترین لفظ ہے جس میں ہر طرح کے ایسے ظاہری وباطنی اعمال واقوال ہیں جن سے اللہ تعالی خوش ہوتا ہے اور پسند کرتا ہے. یعنی بندے کا اللہ کے تابع اور مطیع وفرمانبردار ہو جانا، حتی کہ اس کا ہر قول وفعل اللہ کی مرضی کے مطابق ہو جائے.

6. س: عبادت کی کتنی شرطیں ہیں؟

ج: عبادت کی تین شرطیں ہیں: (1) سچا ایمان اور خالص عقیدہ توحید جس میں کسی طرح سے شرک کی ملاوٹ نہ ہو، (2) عبادت خلوصِ نیت کے ساتھ صرف اللہ کے لیے ہو. (3) عبادت شریعتِ اسلامیہ (یعنی قرآن وسنت) کے مطابق ہو، ارشادِ باری تعالی ہے: {فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلا صَالِحًا وَلا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا} (الکھف:**110**) (اور جو اپنے رب سے ملاقات چاہتا ہے اسے چاہیے کہ (سنت کے مطابق) نیک عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے).

7. س: کسی بندے کو اپنے رب سے محبت کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے؟

ج: اس کی پہچان یہ ہے کہ: اللہ تعالی جس چیز کو پسند کرے بندہ بھی وہی چیز پسند کرے، اور جس چیز کو اللہ ناپسند کرے بندہ بھی اسے ناپسند کرے، اللہ کے احکامات کی تعمیل کرے، اور اس کی منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرے، اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے. **فرمانِ نبوی ہے:** (ثَلاثٌ مَن كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الإيمانِ: أنْ يَكُونَ اللهُ ورَسُولُهُ أحَبَّ إلَيهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأنْ يُحِبَّ المَرْءَ لا يُحِبُّه إلاَّ لِلهِ، وَأنْ يَكْرَهَ أنْ يَعُودَ فِي الْكُفرِ كَمَا يَكرَهُ أنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ) (جس شخص میں تین چیزیں پیدا ہو گئیں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی: اس کے لیے اللہ اور اس کا رسول کی محبت ہر چیز سے بڑھ کر ہو، کسی شخص سے محبت صرف اللہ کی خاطر کرے، اور اس کے لیے کفر میں لوٹنا ایسے ہی ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا ہو) (صحيح البخاري)

8. س: اللہ تعالی کی پسند اور ناپسند کو معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج: اسے معلوم کرنے طریقہ آسمانی وحی کا علم ہے، یعنی اللہ رب العزت نے رسول بھیجے، اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں، ان رسولوں کی زبانوں اور نازل شدہ کتابوں سے اللہ تعالی نے ہر وہ چیز بیان کر دی ہے جسے اللہ چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا، ارشادِ باری تعالی ہے: (قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ) (اسے میرے نبی) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، (ایسا کرنے سے) اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دیے گا) (آل عمران: 31).

9. س: اللہ تعالی کے ہاں کونسا دین قابلِ قبول ہے، جس کے سوا کوئی دوسرا دین قبول نہیں؟

ج: اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ اور قابلِ قبول دین صرف اور صرف اسلام ہے، قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کا بیان فرمایا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا}(المائدة:3)، (آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا، اور تمہارے لیے دینِ اسلام پسند کر لیا)، مزید ارشاد ہے: {إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ} (بیشک اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہے) (آل عمران: 19)، اور دوسرے مذاہب کو ناقابلِ قبول قرار دیتے ہوئے فرمایا: {وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ} (جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اپنائے گا، تو اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا) (آل عمران: 85).

10. س: اسلام کا کیا معنی ہے؟

ج: اسلام کا معنی یہ ہے کہ اللہ کو ایک مانتے ہوئے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا، اس کے سامنے جھک جانا، اپنی ہر طرح کی خواہشات وتمناؤں کو اللہ کے حکم کے تابع کر دینا، اور اس کے ساتھ شرک کرنے سے بچنا. اسی حقیقت کو قرآنِ کریم میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: {وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى} (اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالی کا فرمانبردار بنا دے، اور وہ نیکوکار بھی ہو، تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا) (لقمان: 22).

11. س: دینِ اسلام کے کتنے درجے ہیں؟

ج: اسلام کے تین درجے ہیں: (1) اسلام (اطاعت قبول کرلینا)، (2) ایمان (دل کی گہرائی سے اسلام پر عمل پیرا ہونا). (3) احسان (صدقِ دل سے اللہ تعالی کا مشاہدہ، ورنہ اس کا مراقبہ کرتے ہوئے عبادت کرنا)، اور جب ان تینوں میں سے کسی ایک کا ذکر ہوتا ہے تو دوسرے درجے بھی اس میں شامل ہوتے ہیں، اور یہ تینوں الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں، جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: (أَيُّ الإِسْلاَمِ خَيْر؟) (کونسا اسلام بہتر ہے) تو آپ نے فرمایا: (الإِيْمَانُ بِاللهِ) (اللہ پر ایمان لانا) (مسند احمد 114/4).

12. س: اسلام کے ارکان کیا کیا ہیں؟

ج: اسلام کے پانچ ارکان ہیں: (بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، وَ إِقَامِ الصَّلاَةِ، وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ) (1) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں. (2) نماز قائم کرنا. (3) زکاۃ ادا کرنا. (4) رمضان کے روزے رکھنا. (5) اور بیت اللہ کا حج کرنا. (ان پانچوں ارکان کی تفصیلات درج ذیل ہیں):

13. س: دین میں توحید اور رسالت کی گواہی کا کیا مقام ہے؟

ج: ان دونوں شہادتوں کے بغیر کوئی دین میں داخل نہیں ہو سکتا. {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِه} (مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے) (النور: 62)، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ) (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں).

14. س: لاإلہ إلا اللہ کی گواہی دینے کا کیا حکم اور اس کی کیا دلیل ہے؟

ج: (لاإلہ إلا اللہ) کا زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے، جیساکہ ارشاد ہے: {شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ}(اللہ تعالی، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں) (آل عمران: 18)، اور جو شخص استطاعت ہونے کے باوجود بھی زبان سے شہادتین کا إقرار نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں.

15. س: (لاإلہ إلا اللہ) کا کیا معنی ہے؟

ج: یہ کلمہ نفی اور اثبات پر مشتمل ہے، چنانچہ (لا إله) میں اللہ کے سوا ہر معبود کی نفی وانکار ہے، یعنی اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں. اور (إلا الله) میں بندگی وعبادت کا حق صرف ایک اللہ کے لیے ثابت کرنا ہے، اس حقیقت کو قرآنِ کریم میں کئی جگہوں پر بیان کیا گیا ہے، جیساکہ فرمان ہے: { ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ} (یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے، اور جس چیز کو کافر اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے) (الحج: 62)، مزید ارشاد ہے: ﴿ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انفِصَامَ لَهَا﴾ (پس جو طاغوت کا انکار کرکے ایک اللہ پر ایمان لایا یقیناً اس نے مضبوط کڑے کو مضبوطی سے تھام لیا) (البقرة: 256).

16. س: (لا إله إلا الله) کی سات شرطیں کیا ہیں؟ ہر شرط کی ایک دلیل بیان کریں:

ج: (1) (لا إله إلاالله) کا معنی جاننا. دلیل: {فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ} (جان لو کہ اللہ تعالی ہی معبودِ برحق ہے) (محمد: 19). (2) اس پر دل سے پوری طرح یقین رکھنا، دلیل: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا} (مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے) (الحجرات: 15). (3) اس کلمہ کے تقاضے پورے کرنا اور اس کے معنی پر عمل پیرا ہونا، دلیل: {وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ} (اور جو شخص خود کو اللہ کا فرمانبردار بنا لے اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا) (لقمان: 22). (4) اس کلمہ کے مطالبے قبول (تسلیم) کرنا، دلیل: {إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ} (ان کا حال یہ تھا کہ جب انہیں کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے) (الصافات: 35)، یعنی وہ کافر اس کلمہ کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے. (5) اس کلمہ پر مخلص ہو کر چلنا، دلیل: {فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ} (یاد رکھو کہ خالص عبادت اللہ ہی کے لیے) (الزمر: 2). (6) اس کلمہ کو دل کی گہرائی سے سچ جاننا، دلیل: {أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ} (کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں بغیر آزمائش کے چھوڑ دیے جائیں گے؟ ان سے پہلے لوگوں کو بھی ہم آزمایا تھا، یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں) (العنکبوت: 1-3). (7) اس کلمہ کی بنیاد پر محبت اور دوستی ودشمنی رکھنا، دلیل: {إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا} (تمہارے دوست تو اللہ، اس کا رسول، اور ایمان والے ہی ہیں) (المائدہ: 55)، مزید ارشاد ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ} (اے ایمان والو: یہود و نصاری کو دوست مت بناؤ) (المائدہ: 51).

17. س: (شَهادَةُ أنَّ محمداً رَسُولُ الله) کا کیا معنی اور اس کی کیا دلیل ہے؟

ج: دل کی گہرائی اور پورے عزم کے ساتھ اس بات کی تصدیق واقرار کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں اور تمام جنوں اور انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں، آپ کی بتائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کرنا، اور آپ کے احکام پر عمل کرنا اور منع کردہ چیزوں سے باز رہنا، اور آپ کی سنت کی اتباع کرنا، {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا} (اے نبی: ہم نے آپ کو بطور گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے) (الاحزاب: 45-46).

18. (شهادة أن محمداً رسول الله) کی وہی سات شرطیں ہیں جو (شهادة أن لا إله إلا الله) کی ہیں.

19. س: نماز وزکاۃ کی رکنیت کی کیا دلیل ہے؟

ج: اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ} (اور انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں، اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں) (البينة: 5).

20. س: روزہ کی رکنیت کی کیا دلیل ہے؟

ج: اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ} (اے ایمان والو: تم پر روزے فرض کیے گیے ہیں) (البقرة: 183)، مزید ارشاد ہے: {فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ} (جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے).

21. س: حج کی رکنیت کی کیا دلیل ہے؟

ج: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: { وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا} (اور لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے، جو شخص اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے) **(آل عمران: 97)**.

22. س: ارکان اسلام میں سے کسی رکن کا انکار کرنے کا حکم ہے؟

ج: ان میں سے کسی رکن کا انکار کرنا، یا اس کی فرضیت تسلیم نہ کرنا کفر ہے، کیونکہ ایسا کرنا قرآن وسنت کو جھٹلانا ہے، جبکہ قرآن وسنت کی بیشمار دلیلوں میں انہیں فرض قرار دیا گیا ہے.

23. س: ان ارکان کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ سستی غفلت کی وجہ سے ان پر عمل نہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ارکانِ اسلام میں سے شہادتین اور نماز پر عمل کیے بغیر کوئی مسلمان نہیں رہتا، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ} (اور انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں)، اور نماز کے بارے فرمایا: {فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ}(اگر (یہ کافر) توبہ کرکے نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو) (التوبۃ: 5).

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: (إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ الصَّلَاةَ) (مسلم) (کسی شخص اور کفر وشرک کے درمیان نماز ہے) (یعنی نماز نہ پڑھنے والا کافر ومشرک ہے).

سنن ترمذی (2667) کی صحیح حدیث میں شقیق بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کے نزدیک اسلام کے اعمال میں سے اگر کسی چیز کو چھوڑ دینا کفر ہے تو وہ نماز ہے)، چنانچہ نماز نہ پڑھنے والے کو توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کرکے نماز قائم کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے، اور زکاۃ کے حوالے سے یہ ہے کہ اگر مانعین زکاۃ طاقت ور جماعت ہے تو اس سے جہاد کیا جائے گا، لیکن اگر ایسا نہیں تو اس سے زبردستی زکاۃ وصول کی جائے گی، روزہ چھوڑنے اور حج نہ کرنے والے کے بارے احادیث میں کوئی سزا مقرر نہیں، لیکن ان ارکان کو چھوڑنا سخت گناہ ہے. اور سزا کا موجب ہیں.

24. س: ایمان کیا ہے؟

ج: ایمان زبان کے قول، دل کی تصدیق، اور اعضاء کے عمل کا نام ہے. جو اطاعت وفرمانبرداری سے زیادہ اور گناہ ونافرمانی سے کم ہوتا ہے.

25. س: ایمان کے قول وعمل ہونے کی کیا دلیل ہے؟

ج: اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: (الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً ,فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ, وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ)(ایمان کے ستر (70) سے زیادہ درجے ہیں، سب سے اونچا درجہ (لاإلہ إلا اللہ) کہنا ہے، اور سب سے کم درجہ: راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کردینا ہے) (صحیح مسلم).

26. س: ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کی کیا دلیل ہے:

ج: اس موضوع پر قرآن وسنت کی کئی دلیلیں ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: {لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ} (تاکہ ان کا ایمان پہلے ایمان کے ساتھ اور بڑھ جائے) (الفتح: 4)، مزید ارشاد ہے: {وَزِدْنَاهُمْ هُدًى} **(اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی)** (الکہف: 13).

27. س: ایمان کے کتنے ارکان ہیں؟

ج: ایمان کے چھ (6) ارکان ہیں، جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبریل میں ذکر فرمایا: (اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ) (مسلم) (کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، روزِ قیامت پر، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ).

28. س: اللہ پر ایمان کا معنی کیا ہے؟

ج: اللہ پر ایمان میں 4 چیزیں شامل ہیں: (1) صدقِ دل سے اس بات کی تصدیق کرنا کہ اللہ تعالی ازل سے ابدتک موجود ہے، ہمیشہ زندہ و قائم و دائم ہے، (2) توحید الوہیت، (3) توحید ربوبیت، (4) اور توحید اسماء و صفات (توحید کی ان تین قسموں) پر ایمان لانا.

29. توحید کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: توحید کی تین قسمیں ہیں: (1) توحید ربوبیت، (2) توحید الوہیت، (3) توحید اسماء وصفات، ان تینوں اقسام کے بیان میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِه هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴾ (مریم: 65) (آسمانوں، زمینوں، اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے، تو اسی کی عبادت کرو، اور اس کی عبادت پر جمے رہو، کیا اس کا ہمنام کسی دوسرے کو بھی جانتے **ہو**).

30. س: توحید الوہیت کیا ہے؟

ج: اسے توحید عبادت بھی کہتے ہیں، یعنی: تمام قولی و فعلی، ظاہری و باطنی عبادات کا صرف اللہ تعالی ہی کو حق دار قرار دینا، اور اس کے سوا دوسروں کی عبادت کا انکار کرنا، جیسا کہ فرمان ہے: {وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا} (ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو) (النساء: 36).

31. س: توحید ربوبیت کیا ہے؟

ج: صدقِ دل سے اس بات کا اقرار کرنا کہ: اللہ تعالی ہی کائنات کی ہر چیز کا خالق، و مالک، رازق اور مدبّر ہے، جس میں اس کا کوئی شریک، ہمسر اور مددگار نہیں، {الحمد لله رب العالمين}، مزید ارشاد ہے: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ} (اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں روزی مہیا کی، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا) (الروم: 40).

32. س: توحید اسماء و صفات کیا ہے؟

ج: اللہ تعالی نے اپنی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتِ مطہّرہ میں اللہ تعالی کے جن اسماء حسنی اور صفاتِ عالیہ کا بیان فرمایا ہے، ان اسماء وصفات پر بغیر: تعطیل، تحریف، تشبیہ، اور تکییف کے ایمان لانا. اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} (اور اللہ تعالی کے سب نام اچھے ہیں، تو اس کو ان ناموں سے پکارو، اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو) (الاعراف: 180)، مزید فرمان ہے: {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} (اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے) (الشوری: 11).

33. توحید کے برعکس (مخالف) کیا ہے؟

ج: توحید کے مخالف شرک ہے، جس کی دو قسمیں ہیں:

(1) شرک اکبر: جب بندہ کسی غیر اللہ کو اللہ رب العالمین کے برابر قرار دے، اس سے خوف و امید رکھے، مشکل کشائی اور حاجت روائی میں اس کو پکارے، یا کسی طرح سے بھی اس کی عبادت کرے تو توحیدِ الوہیت میں شرک کا مرتکب ہوگا.

اور جب وہ غیر اللہ کو نفع و نقصان کا مالک سمجھے، داتا و گنج بخش قرار دے، اسے مختارِ کل خیال کرے، اور اسے موت وحیات جیسے ربوبیت کے اختیار دیے دیے تو وہ توحیدِ ربوبیت میں شرک کا مرتکب ہوگا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: {وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ} (یونس: 107) (اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اور اگر تم سے بھلائی چاہے تو اس کے فضل و کرم کو کوئی روکنے والا نہیں).

اور جب بندہ علم غیب جیسی اللہ کی صفات وافعال میں غیر اللہ کو شریک کردے تو وہ توحید اسماء وصفات میں شرک کا مرتکب ہوگا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ} (کہہ دیجیے کہ آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں جانتا) (النمل: 64).

شرکِ اکبر ایسا شرک ہے جس کے کرنے سے (1) بندہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، (2) اور اگر بغیر توبہ کیے مر گیا تو ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم رسید ہوگا، {إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ} (المائدۃ: 72)، (3) مزید یہ کہ شرکِ اکبر سے انسان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں {وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ} (الانعام: 88) (اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے تمام کیے ہوئے عمل برباد ہو جاتے).

(2) شرک کی دوسری قسم: شرک اصغر ہے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کیے جانے والے اعمال میں دوسروں کو شریک کر دینا، جیسا کہ عبادت میں ریاکاری اور دنیاوی مقاصد ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: {فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلا صَالِحًا وَلا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِرَبِّهِ أَحَدًا} (الکہف: 110) (جو شخص اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتا ہو اسے نیک عمل کرنا چاہیے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے)، مزید رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ) (میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے) (صحیح الجامع: 1555)، اسی طرح شرکِ اصغر میں غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ بھی ہے. شرک اصغر سے بندہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، لیکن جس عمل میں شرک آجائے وہ برباد ہو جاتا ہے.

34. س: کیا ہم اپنی طرف سے اللہ کے نام وصفات مقرر کر سکتے ہیں؟

ج: اللہ تعالیٰ کے اِسماء وصفات توقیفی ہیں، یعنی وہ اللہ کی طرف سے متعین کردہ ہیں، ہمیں اپنی طرف سے اس کا کوئی نام دینے کی اجازت نہیں. لہٰذا اللہ کی کسی صفت سے اس کا نام اخذ نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح اللہ کے ہر فعل سے اللہ کی صفت اخذ نہیں کی جا سکتی، جیسا کہ فرمان ہے: {يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ} (وہ (منافق) اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں، اور وہ (اللہ) ان کو دھوکہ دیتا ہے)، لہٰذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ دھوکہ دینے والا ہے (نعوذ باللہ).

35. س: اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کی کیا دلیل ہے؟

ج: قرآن وسنت میں اس کی بہت زیادہ دلیلیں ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: {الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى} (رحمٰن (اللہ) نے عرش پر قرار پکڑا ہے)، مزید حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وَالعَرْشُ فَوْقَ ذَلِكَ، وَاللهُ فَوْقَ الْعَرْشِ)، (عرش اس (آسمانوں سے اوپر ہے، اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے).

36. س: اللہ تعالیٰ کا ہمارے ساتھ ہونے کا کیا معنیٰ ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے عرش پر ہے، جیسا کہ سابقہ مسئلہ میں بیان ہوا ہے، لیکن وہ اپنے علم وقدرت اور مدد ونصرت، سمع وبصر کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہے۔ ہمیں سنتا ہے اور دیکھتا بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرمایا: **(قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ)** (طه:46) (کہا: ڈرو مت، میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں)

37. س: حدیث میں ہے: (إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ}، تو کیا اللہ کے صرف 99 نام ہیں؟

ج: اللہ تعالی کے بے شمار نام ہیں جنہیں اللہ ہی جانتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: (أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي) (اے اللہ: میں تم سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جو تیرا ہے، جس سے تونے اپنا نام رکھا، یا تونے اپنی کسی کتاب میں نازل کیا، یا کسی مخلوق کو سکھایا، یا اپنے علم غیب میں اپنے پاس رکھا، کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار بنادے). چنانچہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے 99 ناموں کو احصا کیا.

38. س: حدیث میں لفظ (احصاها) کا کیا معنی ہے؟

ج: لفظ (احصاها) اگرچہ لفظی معنی (ان کو شمار کیا) ہے، لیکن یہاں اس لفظ میں کئی چیزیں شامل ہیں: (1) اللہ تعالی کے ان ناموں کو یاد کرنا. (2) ان پر ایمان لانا. (3) اللہ کے ان ناموں کے معانی معلوم کرنا، (4) ان ناموں سے اللہ کا ذکر کرنا اور اسے پکارنا، (5) ان ناموں کے معانی کے تقاضے پورے کرنا.

39. س: اللہ تعالی کے اسماء میں الحاد کیا ہے؟

ج: اللہ کے اسماء میں الحاد کی کئی صورتیں ہیں: (1) مشرکوں کی طرح اللہ تعالی کے نام بتوں کے رکھ دینا، جیسا اللہ سے لات، عزیز سے عُزی وغیرہ. (2) اللہ تعالی کے ان ناموں کا انکار کرنا. (3) ناموں کا تو اِقرار کرنا لیکن اس نام میں پائی جانے والی صفت کا انکار کرنا، مثلاً وہ رحمٰن بلا رحمت، قدیر ہے بلا قدرت، (4) ناموں کا اِقرار کرنے کے باوجود ان میں صفات کے معانی بدل دینا. جیسا کہ (وجہ) (چہرہ) کا معنی رضا مندی سے کرنا. (5) اللہ کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینا. (6) ان صفات کی کیفیات بیان کرنا.

40. س: کیا توحید کی تینوں اقسام (ربوبیت، الوہیت، اسماء وصفات) باہم لازم وملزوم ہیں؟

ج: توحید کی تینوں قسمیں آپس میں اس طرح سے مرتبط اور لازم وملزوم ہیں کہ کسی ایک قسم میں شرک کرنے سے تمام اقسام میں شرک ہوگا. جیسا کہ غیر اللہ سے دعا کرنا، یہ توحید الوہیت میں شرک ہے کہ کیونکہ دعاء عبادت ہے جو صرف اللہ کا حق ہے، اور توحید ربوبیت میں اس لحاظ سے شرک ہے کہ دعا کرنے والے نے غیر اللہ کو اس چیز کا مالک قرار دیا جو وہ اس سے مانگ رہا ہے، اور توحید اسماء وصفات میں شرک اس لحاظ سے ہے اس کا اسے پکارنے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دور و نزدیک سے سنتا اور اس کی حاجت کو جانتا ہے، اور بلکہ اس کی مدد کرنے پر بھی قادر ہے.

41. س: فرشتوں پر ایمان لانے کی کتاب وسنت سے کیا دلیل ہے؟

ج: قرآن وسنت میں اس کے بھی بہت دلائل ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: {وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ} (اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اہلِ زمین کے لیے استغفار کرتے ہیں (الشوری: 5).

42. س: فرشتوں پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں؟

ج: فرشتوں کے وجود کا اقرار کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالی کی نوری مخلوق ہیں جو اللہ کے حکم کی تابعدار ہے، اللہ تعالی نے ان کی مختلف چیزوں پر ذمہ داریاں لگا رکھی ہیں، فرمان ہے: {عِبَادٌ مُكْرَمُونَ * لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ} (وہ (اللہ کے) معزز بندے ہیں، اس کے آگے بول نہیں سکتے، اور اس کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں) (انبیاء: 26-27).

43. س: کتابوں پر ایمان لانے کی کیا دلیل ہے؟

ج: اسکی دلائل میں سے اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ} (اے ایمان والو: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور جو کتاب اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی، اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کیں) (النساء: 136).

44. س: اللہ تعالی کی کتابوں پر ایمان لانے مطلب کیا ہے؟

ج: صدقِ دل سے اس بات کی تصدیق کرنا کہ یہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ ہیں، جو اللہ تعالی نے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمائیں، جن میں اللہ تعالی نے حقیقی معنوں میں کلام فرمایا، اور بعض کو اپنے ہاتھ سے لکھا.

45. س: قرآن کریم کے متعلق امت پر کیا حقوق ہیں؟

ج: اس کے متعلق امت پر 5 پانچ حقوق ہیں: (1) اس پر صدق دل سے ایمان لانا کہ یہ اللہ کی سچی کتاب اور اس کا کلام ہے، (2) اس کی تلاوت کرنا جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے. (3) اس کے معانی معلوم کرنا اور ان پر غور و فکر کرنا. (4) اسے مضبوطی سے تھامنا اور اس پر عمل پیرا ہونا، اور ہر طرح کا فیصلہ اسی سے لینا. (5) اسے دوسروں کو سکھانا اور اس کی دعوت دینا.

46. س: خلق قرآن کے قائلین کا کیا حکم ہے؟

ج: قرآنِ کریم حقیقی طور پر اللہ کا کلام ہے، اللہ تعالی کے بولے ہوئے الفاظ ہیں، اگرچہ وہ ہاتھ سے لکھا جاتا ہے، آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، زبان سے اس کی تلاوت کی جاتی ہے، کانوں سے سنا جاتا ہے، اور دل میں اسے محفوظ کیا جاتا ہے، لیکن ان سب کے باوجود اللہ تعالی کا کلام ہے، انگلیاں، سیاہی، قلم، کاغذ سب مخلوق ہیں، لیکن ان سب میں لکھا جانے والی چیز غیر مخلوق ہے، اس کی دلیل یہ ہے: {وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ} (اور اگر مشرکین میں سے کوئی پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دو تاکہ وہ اللہ کا کلام سن لے) (التوبۃ: 6)، لہٰذا جو شخص بھی قرآن کریم یا اس کے کسی حصہ کو مخلوق کہے وہ کفر اکبر کا مرتکب ہے، اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالی کی صفت کلام کا انکار کیا، اور قرآن کو جھٹلایا.

47. س: کیا قرآن کو کافی سمجھتے ہوئے حدیث کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟

ج: قرآن کو کافی سمجھتے ہوئے حدیث کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں، اور حدیث قرآن کی شرح کرنے والی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: { وَأَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ} یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں (النحل: 44)، اور ارشاد نبوی ہے: (أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ۔ (ابوداوٗد) خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ اس جیسی اور چیز بھی (حدیث مبارک)

48. س: رسولوں پر ایمان لانے کی کیا دلیل ہے؟

ج: کتاب وسنت میں اس کے بیشمار دلیلیں ہیں، جیساکہ ارشادِ باری تعالی ہے: {وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ} (النساء: 152) (اور جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں کسی میں فرق نہیں کیا (یعنی سب کو مانا) تو ایسے لوگوں کو عنقریب ان کی نیکیوں کا صلہ عطا فرمائے گا).

49. س: رسولوں پر ایمان لانے کا کیا معنی ہے؟

ج: صدق دل سے اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالی نے ہر امت میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا، تاکہ انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے انکار کریں، اور وہ تمام انبیاء سچے، نیکوکار، ہدایت یافتہ، اور ہدایت کی راہ دکھانے والے تھے، اور بغیر کسی کمی زیادتی کے انہوں نے اللہ کا دین اپنی قوموں تک پہنچا دیا، ارشاد باری ہے: {وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ} (اور ہم نے ہر قوم کی طرف رسول بھیجا تاکہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں (کی پوجا) سے بچ جاؤ) (النحل: 36).

50. س: رسولوں کی شریعتوں میں کیا فرق ہے؟

ج: تمام انبیاء کی توحید واخلاق کی دعوت ایک ہے، لیکن فرعی مسائل میں اختلاف ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: {لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا} (ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا) (المائدہ: 48)، صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ) (ہم انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، جن کی مائیں الگ الگ، اور سبھی کا دین ایک ہے)، شریعتوں میں اختلاف اس لیے رکھا گیا تاکہ ان کی آزمائش ہو، جیسا کہ سابقہ آیت میں ہے: {لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ}.

51. س: رسولوں میں سے اولوالعزم انبیاء کون ہیں؟

ج: پانچ رسول اولوالعزم ہیں، جن کا بیان اس آیت میں ہے: {وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ} (اور جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا، اور (بالخصوص) آپ سے، اور نوح سے، اور ابراہیم سے، اور موسی سے، اور عیسی بن مریم سے) (الاحزاب: 7).

52. س: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی نبیوں سے کیا کیا خصوصیات ہیں؟

ج: اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار خصوصیتوں سے نوازا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: {وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا} (ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا) (سبا: 28)، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ) (میں روزِ قیامت آدم کی اولاد کا سردار ہوں، اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں). مزید آپ کی خصوصیات اس حدیث میں بیان ہے: (مجھ کو پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: (1) ایک ماہ کی مسافت کی دوری پر ہی دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے، (2) تمام روئے زمین کو میرے لیے نماز اور طہارت کی جگہ بنا دیا گیا ہے، لہٰذا میری امت کے کسی شخص کو بھی جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز ادا کر لے، (3) میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا، (4) مجھ کو شفاعت کا حق عطا کیا گیا، (5) مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لیے ہوتا تھا، جبکہ مجھے تمام لوگوں کے لیے نبی بنایا گیا).

53. س: انبیاء کے معجزات کیا ہیں؟

ج: معجزات کا لفظی معنی: عاجز کر دینے والی چیزیں، یعنی جسے کرنے سے لوگ عاجز ہو جائیں، اور انبیاء کے معجزات وہ خلافِ عادت چیزیں ہیں جو ان کی سچائی کی دلیل کے طور پر اللہ تعالی کی طرف سے دیے جاتے ہیں، اور وہ مخالفین کے لیے چیلنج بھی ہوتے ہیں، کہ اس طرح کی چیز کرنا ان کے لیے ناممکن ہوتی ہے. پھر یہ معجزات یا تو حسی ہوتے ہیں جو آنکھوں سے دیکھے، اور کانوں سے سنے جا سکیں، جیسا کہ چٹان سے اونٹنی کا نکلنا، لاٹھی کا سانپ بن جانا وغیرہ. یا پھر معنوی ہوتے ہیں جنہیں علم ومعرفت سے معلوم کیا جاتا ہے، جیسا کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والا سب سے بڑا معجزہ (قرآنِ کریم) ہے، قرآن کا یہ

معجزہ زندہ جاوید اور ہمیشہ رہنے والا بھی ہے، جبکہ باقی تمام انبیاء کے معجزے اپنے اپنے زمانہ کے ساتھ ختم ہوگئے، ارشاد ہے: {لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ} (اس (قرآن) کے آگے پیچھے کہیں سے بھی باطل پھٹک نہیں سکتا)، مزید اعجازِ قرآن پر چیلنج کرتے ہوئے فرمایا: {فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ} (اگر یہ (کافر) سچے ہیں تو ایسا کلام لا کر دکھائیں)، {قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا} (کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن جیسا لانا چاہیں تو اس جیسا نہیں لا سکتے، گو وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد بھی کریں) (بنی اسرائیل: 88).

54. س: یومِ آخرت پر ایمان لانے کی کیا دلیل ہے؟

ج: یوم آخرت پر ایمان کی بے شمار دلیلیں ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: {إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا} (یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے، جس میں کوئی شک نہیں) (غافر: 59).

55. س: یومِ آخرت پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟ اور اس میں کیا کیا داخل ہے؟

ج: صدقِ دل سے اس بات کی تصدیق کرنا کہ آخر ایک نہ ایک دن قیامت آنے والی ہے، جب ہر چیز فنا ہو کر پھر دوبارہ زندہ کی جائیگی، آخرت پر ایمان لانے میں جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے وہ: قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں، موت اور اس کے بعد قبر اور اس کی نعمتیں یا عذاب، صور پھونکا جانا، قبروں سے مخلوقات کا نکل کر میدانِ محشر میں جمع ہونا، قیامت کی ہولناکیاں، حساب وکتاب کے لیے صحیفے پھیلائے جانا اور نامہ اعمال دیا جانا، پل صراط، حوض کوثر، شفاعت، اور پھر آخر میں جنت اور اسکی نعمتیں، اور جہنم اور اس کے عذاب، یہ تمام چیزیں ایمان بالآخرت میں شامل ہیں.

56. س: کیا کسی کو قیامت کا علم ہے؟ اور اس کی نشانیاں کیا ہیں؟

ج: قیامت کا علم صرف اللہ تعالی کو ہی ہے: {إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ} (یقیناً اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے) (لقمان: 34)، قیامت کی نشانیوں میں سے کچھ یہ ہیں: {فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ} (اس دن کا انتظار کرو جب آسمان ظاہر دھواں لائے گا) (الدخان: 10)، نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں، جس میں: قتل وغارت گری عام ہونا، دجال کا نکلنا، عیسی علیہ السلام کا نازل ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، اور پھر آخر میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ ہے.

57. س: موت اور اس کے بعد فتنہ قبر کی کیا دلیل ہے؟

ج: موت کے متعلق ارشادِ باری تعالی ہے: {كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ} (ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے) (آل عمران: 185)، اور قبر کی نعمتوں اور عذاب کے برحق ہونے کے بارے فرمان ہے: {وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ} (اور کاش کہ تم ان ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں اور فرشتے (ان کی طرف) ہاتھ بڑھائے ہوئے کہہ رہے ہوں: نکالو اپنی جانیں، آج کے دن تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی) (الانعام: 93)، اور متعدد احادیث میں بھی اس کا بیان ہوا ہے، جیسا کہ آپ نے دو قبروں کے پاس سے گذرتے ہوئے فرمایا: (إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَان) (ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب دیا جارہا ہے).

58. س: قبروں سے اٹھائے جانے کی کیا دلیل ہے؟ اور اس کا انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج: قرآن وسنت میں اس کی کئی دلیلیں ہیں، جیسا کہ فرمان ہے: {وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ} (اور یقیناً اللہ تعالی قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا) (الحج:7)، اور جو شخص دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالی، اس کے رسولوں اور کتابوں کو جھٹلایا ہے. اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے کفر کا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: {وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَئِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ} (اور کفار کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے اباء واجداد مٹی بن چکے ہوں گے تو پھر سے اٹھائے جائیں گے؟).

59. س: صور کتنی مرتبہ پھونکا جائے گا؟

ج: صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا، جیسا کہ فرمان ہے: {وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ} (اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو آسمان وزمین والے سبھی بیہوش ہو جائیں گے، مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے) (الزمر: 68).

60. س: میدانِ محشر اور اس میں لوگوں کی کیا کیفیت ہو گی؟

ج: اس موضوع پر قرآن کی کئی آیات ہیں، جن میں لوگوں کا قبروں سے نکل کر میدانِ محشر کی طرف جانے کے انداز، اور تمام لوگوں کا برہنہ جسم، ننگے پاؤں اور اکیلے اکیلے آنے کا بیان، اور پھر میدانِ محشر میں ان کی حالت کا بیان جہاں اپنے برے اعمال کی سبب پسینے میں ڈوبے اور ذلت وخواری سے جھکے ہوں گے.

61. س: اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونے اور حساب کتاب کی کیا کیفیت ہو گی؟

ج: لوگ اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ رب العزت ہر ایک سے براہِ راست ہم کلام ہو گا، اور پھر دو طرح کا حساب ہوگا: کچھ وہ لوگ جن کو اللہ تعالی علیحدگی میں ان کا اعمال نامہ دیکھائے گا، لیکن بازپرس نہ کرے گا، اور فرمائے گا: یہ تیرے وہ گناہ ہیں جن پر میں نے دنیا میں پردہ ڈالے رکھا اور آج ان کو معاف کرتا ہوں. اِنہیں کے متعلق فرمان ہے: {فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا} (اس سے آسان حساب لیا جائے گا) (الانشقاق: 8)، اور جس سے حساب کتاب کی بازپرس ہوئی وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (مَن نُوقِشَ الحِسَابَ عُذِّب).

62. س: روزِ قیامت میزان (وزن) کیسے اور کن چیزوں کا ہوگا؟

ج: ارشادِ باری تعالی ہے: {وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا} (اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، تو کسی کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہ ہو گی، اور اگر کوئی رائی کے دانے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے لا حاضر کریں گے) (الانبیاء: 47).

اور جن چیزوں کا وزن ہوگا وہ: (1) عامل (عمل کرنے والا) جیسا کہ فرمان ہے: {فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا} (قیامت کے روز ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے) (الکهف: 105)، (2) عمل کا وزن جیسا کہ صحیحین میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ) (دو کلمے جو زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری، رحمٰن کے پسندیدہ ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم)، (3) اعمال ناموں کا وزن، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے روزِ قیامت ایک شخص ہوگا جس کی نیکیوں میں صرف (لاإلہ إلا اللہ) کا

کارڈ ہوگا، اور اس کے مقابلہ ننانوے (99) رجسٹر برائیوں سے بھرے ہوں گے، میزان میں رکھنے پر (لا إله إلا الله) کے کارڈ کا ترازو بھاری ہو جائے گا، اور برائیوں کے ننانوے (99) رجسٹر اوپر اٹھ جائیں گے۔

63. س: قصاص کیا ہے اور اس کی کیا دلیل ہے؟

ج: قصاص کا معنی بندوں کا ایک دوسرے سے حساب ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: (جس پر کسی بھائی کا کوئی حق ہے تو وہ آج ہی اس کا حساب چکا لے، اس دن سے پہلے جب اس کے پاس کوئی دینار درہم نہ ہوگا، تو اس کی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو دی جائیں گی...)۔

64. س: حوض کی کیا صفت ہے، اور اس سے پینے والے کون ہیں؟

ج: حوض کوثر کے متعلق بہت زیادہ احادیث ہیں، نبی کریم ﷺ نے اس کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: (میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس پر ستاروں کی مانند پیالے ہیں، جو شخص اس سے ایک بار پانی پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا)۔ مزید یہ کہ احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ اس سے پانی پینے والے وہی لوگ ہوں گے جو سنتِ نبوی کی اتباع کرنے والے ہوں، بدعتی لوگوں کو اس سے دور کیا جائے گا۔

65. س: جنت و جہنم پر ایمان لانے کا کیا معنی ہے؟ اور اس میں کیا کچھ داخل ہے؟

ج: صدقِ دل سے اس بات کی تصدیق کرنا کہ جنت و جہنم دونوں اس وقت موجود ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: {قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ}، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر فقراء کو پایا، اور جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتوں کو پایا)، اور وہ کبھی ختم نہ ہوں گی، جیسا کہ جنت والوں کے بارے فرمان ہے: {وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ} (وہ (جنت میں) ہمیشہ رہیں گے) (التوبۃ:100)، اور جہنم والوں کے بارے فرمایا: {وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ} (وہ کبھی وہاں (جہنم) سے نکالے نہ جائیں گے) (الحجر:48)، مزید یہ جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب پر بھی ایمان رکھنا۔

66. س: مومنوں کا آخرت میں اللہ تعالی کا دیدار کرنے کیا دلیل ہے؟

ج: قرآن وسنت میں اِس کا متعدد مرتبہ بیان ہوا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: {لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ} (نیکی کرنے والوں کے لیے جنت اور اس سے زیادہ ہے)۔ صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ کا معنی اللہ کا دیدار کیا ہے۔

67. س: تقدیر کیا ہے؟ اور اس پر ایمان لانے کی کیا دلیل ہے؟

ج: تقدیر: اللہ کا مخلوقات اور ان کے اعمال کے بارے میں سابقہ علم ہے، قرآن وسنت میں اس پر ایمان کی کئی دلیلیں ہیں، جیسا کہ فرمان ہے: {وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا} (اور اللہ کا حکم مقدر ہو چکا ہے) (الاحزاب: 38)، اور متفق علیہ حدیث میں ہے: (وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ) (اور یہ کہ تو اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ)۔

68. س: تقدیر پر ایمان کے کتنے درجے ہیں؟ اور ان کی کیا دلیلیں ہیں؟

ج: تقدیر پر ایمان کے چار (4) درجے ہیں:

(پہلا درجہ) اللہ کا ہر تقدیر کا علم ہونا، دلیل: {وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا} (اور یہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے) (الطلاق: 12).

(دوسرا درجہ) اللہ تعالی کا اس تقدیر کا لوح محفوظ میں لکھنا، دلیل: {وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ} (اور ہم نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے) (یس: 12).

(تیسرا درجہ) اللہ تعالی کی مشیت اور قدرتِ کاملہ پر ایمان لانا، دلیل: {وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ} (اور تم نہیں چاہتے مگر جب اللہ چاہتا ہے) (الدہر: 30).

(چوتھا درجہ) اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے، دلیل: {وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ} (اور اللہ تعالی نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو (یعنی تمہارے اعمال پیدا کیے) (الصافات: 96).

69. س: تقدیر لکھنے کے کتنے مراحل ہیں؟

ج: تقدیر پانچ (5) مراحل میں لکھی جاتی ہے:

(1) پہلی تقدیر آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی گئی جب اللہ تعالی نے قلم کو پیدا کیا، اسے تقدیر ازلی کہتے ہیں.

(2) دوسری تقدیر جسے عالمِ ارواح میں عہد وپیمان لیتے ہوئے لکھا گیا، جیسا کہ ارشاد ہے: {وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا} (اور تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پیٹھوں سے اولاد نکالی توان سے اقرار لیا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں؟ ہم گواہ ہیں) (الاعراف: 172).

(3) تیسری تقدیر جسے اس وقت لکھا گیا جب بچہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ حمل ہوتا ہے، جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اس وقت فرشتہ اس بچے میں روح ڈالتا ہے اور اس کی روزی، زندگی، عمل اور اس نیک یا بد ہونا لکھتا ہے.

(4) چوتھی تقدیر سالانہ ہے جسے لیلۃ القدر میں لکھا جاتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: {فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ} (اس رات میں تمام اہم کاموں کے فیصلے کیے جاتے ہیں) (الدخان: 4).

(5) پانچویں تقدیر یومیہ ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: {كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ} (وہ (اللہ) ہر روز ایک شان (کام) میں ہے) (الرحمٰن: 29).

70. س: تقدیر کے بارے ہمارا کیا موقف ہونا چاہیے؟

ج: تقدیر پر ایمان رکھتے ہوئے عمل کرنا ضروری ہے، تقدیر پر بھروسہ کرنے کی اجازت نہیں، بلکہ دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی حاصل کرنے کی کوشش میں رہنا چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ایسے عمل کی کوشش کرتے رہو جس میں فائدہ ہو، اور اللہ سے مدد طلب کرو، اور عاجز بن کر نہ بیٹھو).

71. س: اللہ کے حکم یا ارادے کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: اللہ کا ارادہ کی دو قسمیں ہیں:

(1) کونی وقدری ارادہ جسے مشیت بھی کہا جاتا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے سابقہ علم سے وہ اعمال مقدر کیے ہیں جو مخلوقات سے صادر ہوں گے، چنانچہ ارادے کی اس قسم کے اعتبار سے ضروری نہیں کہ اللہ تعالی کو اس سے محبت یا رضامندی ہو، بلکہ اس میں ایسے اعمال بھی ہیں جو اللہ کی رضا کے خلاف ہیں جیسا کہ کفر ومعصیت ہے، لیکن یہ کونی وقدری ارادہ لامحالہ ہو کر رہتا ہے، جس طرح کہ فرمان ہے: {وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا} (اور اگر اللہ تعالی کسی کو گمراہ کرنا چاہے تو تم اس کے لیے اللہ کی طرف (ہدایت کا) اختیار نہیں رکھتے) (المائدہ: 41).

(2) ارادے کی دوسری قسم دینی وشرعی ارادہ ہے، جو اللہ تعالی کی محبت ورضامندی کے ساتھ ہے، اس ارادے میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کا اللہ تعالی بندوں سے مطالبہ کرتا ہے، لیکن اس کا واقع ہونا بندوں پر منحصر ہے، کچھ لوگ اللہ کے اس حکم کو پورا کرتے ہیں اور کچھ دوسرے نہیں کرتے.

72. س: ایمان کے کتنے درجے ہیں؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (ایمان کے ستر (70) سے زیادہ درجے ہیں، ان میں سے اعلی ترین درجہ: لاإلہ إلا اللہ. کا اقرار کرنا ہے، اور سب سے ادنی درجہ: راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے، اور حیا بھی ایمان کا حصہ ہے).

73. س: احسان کی کیا دلیل ہے؟ اور عبادت میں احسان کے کتنے درجے ہیں؟

ج: ارشادِ باری تعالی ہے: {وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ} (اور احسان کرو، اللہ تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) (البقرۃ: 195)، اور عبادت میں احسان کے دو درجے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ): (1) اعلی درجہ یہ ہے کہ اللہ کی ایسے عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو، جو مقامِ مشاہدہ ہے جس سے دل نورِ ایمان سے منور ہو جاتا ہے، علم وعرفان سے اس کی نگاہِ بصیرت کھل جاتی ہے. (2) دوسرا درجہ یہ ہے کہ کم از کم یہ احساس ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، جو مقامِ مراقبہ ہے، جس سے انسان کے دل میں اللہ کا ڈر خوف پیدا ہوتا ہے، اور وہ اپنے اعمال اللہ کے لیے خالص بنانے کی کوشش کرتا ہے.

74. س: ایمان کے ضد (الٹ) کیا ہے؟ اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: جس طرح ایمان میں تصدیق، اطاعت وفرمانبرداری کے معانی ہیں، کفر اس کے برعکس: انکار، ہٹ دھرمی، تکبر اور نافرمانی جیسی چیزوں کا نام ہے، کفر کی دو قسمیں ہیں:

(1) کفر اکبر: جو عقیدہ کا کفر ہے، جس سے آدمی ایمان سے کلی طور پر خارج ہو جاتا ہے.

(2) کفر اصغر، جسے اعمال کا کفر کہا جاتا ہے، جس سے عموماً آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا. لیکن ہر عملی کفر: کفرِ اصغر نہیں ہوتا، بعض اوقات عملی کفر بھی کفرِ اکبر ہوتا ہے، جیسا کہ غیر اللہ کو پکارنا، یا دین کا مذاق اڑانا، کیونکہ اس ظاہری عمل کے پیچھے گمراہ کن عقیدہ ہے، جس وجہ سے وہ غیر اللہ کو پکارنا جائز سمجھتا ہے، اور اس کے دل میں دین کی توہین ہے جس وجہ سے وہ اس کا مذاق اڑاتا ہے.

75. س: کفر اعتقادی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: کفرِ اعتقادی جس سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں:

(1) کفر انکار وتکذیب. یہ کفر کبھی تو دل سے انکار کی صورت میں ہوتا ہے، یعنی حق کو تسلیم ہی نہ کرنا. اور زیادہ تر زبان اور اعضاء سے ہوتا ہے، جس کا معنی حق کو چھپانا اور اسے قبول کرنے سے انکار کرنا، جیسا کہ یہود کا کفر تھا، {وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ} (ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے) (البقرۃ: 146)، اسی کفر میں حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرنا بھی ہے.

(2) کفر تکبر وعناد (ہٹ دھرمی)، جیسا کہ شیطان کا کفر تھا {إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ} (البقرۃ:34).

(3) کفر نفاق. نہ تو دل سے تصدیق ہو اور نہ ہی دل سے عمل ہو، بلکہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے ظاہری اطاعت ہو، جیسا عبداللہ بن ابی بن سلول کا کفر تھا: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ} (اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں...} (البقرۃ:8).

(4) کفر شک، یعنی حق کے بارے شک وتردد کا شکار ہونا، یا حق پر عمل پیرا ہونے میں تردد کا شکار ہونا، {وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً} (الکہف:36).

76. س: کفر اصغر کیا ہے جس سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا؟

ج: یہ ہر وہ گناہ ہے جسے قرآن وسنت میں کفر کا نام دیا گیا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتالُهُ كُفْرٌ) (مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) اور اس سے لڑنا کفر ہے)، جبکہ قرآن کریم میں آپس میں لڑنے والوں کے بارے فرمایا ہے: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ} (مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کرواؤ) (الحجرات:10)، یعنی آپس میں لڑنے والوں کو مومن کا نام دیا جس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں لفظ (کفر) سے مراد کفر اصغر ہے، لیکن یہ تب ہے جب اس طرح کا گناہ کرنے والا اسے حلال نہ سمجھے، اگر وہ اس گناہ کو حلال سمجھتا ہے تو کافر ہو جائے گا، اگرچہ وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ بھی کرتا ہو.

77. س: ظلم، فسق، اور نفاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:

کبھی ظلم سے مراد کفر ہوتا ہے، جیسا کہ فرمان ہے: {إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ} (یقیناً شرک ظلم عظیم ہے) (لقمان: 13)، اور کبھی ظلم سے مراد کفرِ اصغر (گناہ) ہوتا ہے، جیسا کہ طلاق شدہ بیویوں کو گھروں سے نکالنے کو ظلم کا نام دیا گیا ہے.

اسی طرح فسق کا لفظ بھی بعض جگہوں پر کفر اکبر کے لیے استعمال ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: {إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ} (یقیناً منافق ہی فاسق (یعنی کافر) ہیں) (التوبۃ:67)، اور بعض جگہوں پر فسق سے مراد گناہ کبیرہ ہے، جیسا ارشاد ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا} (اے ایمان والو: اگر تمہارے پاس کوئی جھوٹا آدمی خبر لیکر آئے تو اس کی تحقیق کرلو) (الحجرات:6).

اسی طرح نفاق بھی کبھی اعتقادی ہوتا ہے جس سے آدمی کفر کا مرتکب ہوتا ہے، ایسے ہی منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا: {إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ} (بیشک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ تعالی انہیں دھوکہ دیتا ہے) (النساء: 142)، اور کبھی عملی نفاق ہوتا ہے جس سے آدمی کافر نہیں ہوتا، جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: (منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، اور جب وعدہ کرتا ہو تو وعدہ خلافی کرتا ہے، اور جب اسے امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے).

78. س: گناہوں کی کتنی اقسام ہیں؟

ج: گناہ دو قسم کے ہیں: **(1)** کبیرہ گناہ (الکبائر)، اور ان کبیرہ گناہوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں، بلکہ ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس کے کرنے پر: لعنت، غضب، یا دنیا یا آخرت کی کوئی سزا سنائی گئی ہو، یا اس کے کرنے والے سے بری ہونے کا ذکر آیا ہو، کبیرہ گناہ سے معافی کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے، ورنہ شرک وکفر کے علاوہ باقی گناہوں کا معاملہ اللہ پر ہوگا چاہے تو اپنے فضل سے معاف کردے، اور چاہے تو اپنے عدل کے تقاضوں سے اسے عذاب دے.

(2) صغیرہ گناہ (صغائر) ، یہ ہر وہ نافرمانی ہے جس پر کوئی وعید یا سزا وغیرہ نہیں ، اور یہ صغیرہ گناہ اللہ تعالی پانچوں نمازوں، جمعہ سے جمعہ، رمضان سے رمضان اور اس طرح کے نیک اعمال سے معاف کرتا رہتا ہے، جیسا کہ فرمان ہے: {إِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ} (بیشک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں) (ہود: 114).

79. س: توبہ کیا ہے، اور توبۃ النصوح (سچی توبہ) کی کیا شرطیں ہیں؟

ج: توبہ کی کا معنی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا، اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا} (اے مومنو: اللہ سے سچی توبہ کرو، امید ہے وہ تمہارے گناہ معاف کردے) (التحریم: 8)، توبۃ النصوح (سچی توبہ) کی پانچ شرطیں ہیں: (1) توبہ اللہ کے لیے خالص ہو. (2) کیے ہوئے گناہ پر ندامت کا إحساس ہو. (3) گناہ کو چھوڑا جائے اور آئندہ سے اسے نہ کرنے کا عزم ہو. (4) اگر اس میں کسی بندے کو حق ہے تو اسے ادا کیا جائے یا اس سے معافی طلب کی جائے. (5) توبہ اپنے مقررہ وقت میں ہو، جو ہر انسان کے لحاظ سے جان کنی (یعنی فرشتے نظر آنے اور جان نکلنے) سے پہلے ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: {وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الآنَ} (اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو گناہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں) (النساء: 18)، مزید ارشادِ نبوی ہے: (اللہ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک جان کنی کی حالت پیدا نہیں ہوتی)، اور پوری دنیا کے لحاظ سے توبہ کا دروازہ اس وقت بند ہوگا جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا. رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: (بیشک اللہ تعالی نے توبہ کے لیے مغرب کی طرف ایسا دروازہ کھول رکھا ہے جس کی چوڑائی ستر (70) سال کی مسافت کے برابر ہے، یہ دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک بند نہ ہوگا).

80. س: ایسے موحد مسلمان کا کیا حکم ہے جو کبیرہ گناہ سے بغیر توبہ کیے مر گیا؟

ج: اہل السنہ کا عقیدہ ہے کہ موحد مسلمان کبیرہ گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنے ایمان کے سبب مومن اور کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے، اور آخرت میں ایسے لوگوں کے تین درجے ہیں: (1) پہلے درجہ میں وہ لوگ جن کی نیکیاں زیادہ اور گناہ کم ہوں گے، یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور انہیں آگ کبھی نہ چھوئے گی. (2) دسرے درجہ کے وہ لوگ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، یہ إصحاب الأعراف ہیں، جنہیں جنت وجہنم کے درمیان ٹھہرایا جائے گا، اور پھر انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا. (3) تیسرے درجہ کے وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہو جائیں گی، ایسے لوگوں کو اللہ تعالی چاہے تو اپنے فضل وکرم سے، یا نبیوں رسولوں کی شفاعت سے معاف کردے اور جہنم میں داخل نہ کرے، اور اگر چاہے تو اپنے عدل کے ساتھ انہیں جہنم میں داخل کردے، جہاں انہیں اپنے برے اعمال کے مطابق عذاب ہوگا، بعض کو جہنم ان کے ٹخنوں تک جلائے گی، بعض کو نصف پنڈلی تک، بعض کو گھٹنوں تک، اور بعض وہ بھی ہوں گے جنہیں ان کے سجدہ کے نشان کے علاوہ پورے جسم کو جلائے گی، عذاب کی مدّت اور شدّت اعمال کے مطابق ہوگی، پھر اللہ تعالی انہیں انبیاء، اولیاء، اور فرشتوں کی شفاعت سے نکالتا رہے گا، حتی کہ جن کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا انہیں بھی جہنم سے نکال کر نہرِ حیات میں ڈالا جائیگا، جہاں ان کے جسم دوبارہ اگیں گے، اور پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا.

81. س: وہ صراطِ مستقیم کیا جس پر اللہ تعالی نے چلنے کا حکم دیا ہے؟

ج: صراط مستقیم سے مراد وہ دینِ اسلام ہے جسے اللہ تعالی نے ہر نبی ورسول کو دے کر بھیجا، اور اس کے ساتھ کتابیں نازل فرمائیں، اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: {وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ} (اور یہ

میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی پر چلو، اور دوسری راہوں پر نہ چلو ورنہ اللہ کی راہ سے دور ہو جاؤ گے) (الانعام: 153)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا: (یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے) اور پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے اور فرمایا: (یہ دوسری راہیں ہیں جن میں سے ہر ایک پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے).

82. س: صراطِ مستقیم (سیدھے راستے) کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے؟

ج: سورہ فاتحہ میں صراطِ مستقیم کا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: {صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} (ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا (فضل) انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے)، اور دوسری آیت میں یہ بھی واضح کر دیا کہ اللہ تعالی کا انعام (فضل) کن پر ہوا: {وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ} (اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ روزِ قیامت ان لوگوں کی رفاقت میں ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا: جو انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین ہیں).

83. س: بدعت کیا ہے؟ اور اس کا کیا انجام ہے؟

ج: دین میں نیکی عبادت اور ثواب کی نیت سے نئی چیزیں پیدا کرنا اور کتاب وسنت کے خلاف خود ساختہ شریعت بنانا: بدعت ہے، کیونکہ شریعت کے احکام اللہ تعالی کی طرف سے ہیں، جن میں کسی کو بھی اپنی طرف سے کمی زیادتی کی اجازت نہیں، ارشاد باری تعالی ہے: {أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ} (کیا ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ ایسے شریک بنا دیے جو اللہ کے دین میں ایسی چیزیں ایجاد کرتے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی)، آخری جملہ پر غور کریں (جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی) تو معلوم ہو گا کہ عبادت کا حکم اور اس کا طریقہ صرف اللہ کی طرف اور اس کی اجازت سے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا: (مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) (جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں تو وہ نا قابل قبول ہے).

84. کیا دین میں بدعت حسنہ بھی ہے؟ اور بدعت کا انجام کیا ہے؟

ج: دین میں کوئی بدعتِ حسنہ نہیں، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے، جس کا ٹھکانہ جہنم ہے، ارشادِ گرامی ہے: (وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وكل ضلالة في النار) (اور (دین میں) نئے کاموں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے). ایک اور حدیث میں بدعات کی کثرت اور ان کا ٹھکانا بیان کرتے ہوئے فرمایا: (وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً ، قَالُوا : وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟) (میری تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ان میں سے سوائے ایک جماعت کے باقی تمام فرقے جہنم میں جائیں گے، صحابہ کرام نے پوچھا کہ وہ نجات پانے والا جنتی لوگ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: (مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي) (جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والے ہوں گے) (صحیح الترمذی).

85. بدعتی لوگوں سے روزِ قیامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا رویہ ہو گا؟

ج: روزِ قیامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدعتی لوگوں کو دھتکار کر اپنے سے دور کردیں گے، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنهما أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلِّم قال: «أنا فَرَطُكم على الحوض من مرّ علي شرب، ومن شرب لا يظمأ أبدًا. ليردن علي أقوام أعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فأقول إنهم من أمتي، فيقال: إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك. فأقول: سحقاً لمن غيّر بعدي)) (میں تم سے پہلے حوض پر پہنچنے والا ہوں، میرے پاس جو بھی آئے گا وہ اس سے پئے گا، اور جو بھی اس سے پی لے گا اسے کبھی بھی پیاس نہ لگے گی، میری طرف کچھ جانے پہچانے لوگ آئیں گے جنہیں میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا: یہ تو میری امت کے لوگ ہیں، تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا گل کھلائے، میں کہوں گا: دور لے جاؤ جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا تھا)۔

86. س: بدعات کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعتِ مُکَفِّرَہ (کفر میں ڈال دینے والی بدعات)، بدعتِ مُفَسِّقَہ (فسق (گناہ) میں ڈال دینے والی بدعات)، کفر میں ڈالنے والی بدعات عموماً وہ بدعات ہیں جن کا تعلق عقیدۂ توحید سے ہو، جیسا کہ اللہ تعالی کے اِسماء و صفات کا انکار کرنا، یا اللہ کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرنا، اسی طرح کسی متفق علیہ شرعی حکم کا انکار کرنا، جبکہ بدعت مُفَسِّقَہ وہ بدعات ہیں جن کا تعلق عموماً مسائل و فضائل سے ہوتا ہے، مثلاً عبادت کے طور پر ایسی چیزیں اِیجاد کر دینا جس کا قرآن وسنت میں ثبوت نہ ہو، جیسا کہ عید میلاد النبی، شب برات، شب معراج وغیرہ ہیں۔ اسی طرح وہ چیزیں بھی بدعات ہیں جن کا اصل تو ثابت ہو لیکن اسے کرنے کا کوئی خاص طریقہ، تعداد یا جگہ مقرر دی جائے جو قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو۔

87. س: صحابہ کرام اور اہلِ بیت سے متعلق ہم پر کیا واجب ہے؟

ج: قرآن وسنت میں جابجا صحابہ کرام کے فضائل، صداقت وامانت، مقام ومرتبہ اور بخشش ومغفرت کا بیان ہوا ہے، لہٰذا ان کے متعلق ہم پر یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ وہ امت کے افضل ترین لوگ تھے، انہوں اللہ کے دین کی خاطر ہر طرح کی جان ومال کی قربانیاں پیش کیں، اور یہ بھی واجب ہے کہ ہم ان سے محبت اور عزت وتوقیر کریں، دل ان کے بارے پاک صاف ہوں، اور زبان پر ان کے متعلق کوئی نقطہ چینی نہ ہو، ان کے فضائل بیان کیے جائیں، اور ان سے ہونے والی لغزشوں کو نظر انداز کیا جائے۔

سورۃ الحشر میں اللہ تعالی نے مہاجرین، انصار اور ان کے بعد آنے والے مومنوں کا آپس کا تعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا: {لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ . وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ . وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا} (فے کا مال) ان مفلس مہاجرین کے لیے جنہیں ان کے گھروں اور مالوں سے نکالا گیا، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے متلاشی ہیں، اور اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں۔ اور پھر ان (انصار) کے لیے جنہوں نے پہلے سے ہی مدینہ میں ایمان کے ساتھ جگہ بنالی، وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود انہیں کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب ہے۔ اور جو

لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے، اور ایمان والوں کے بارے میں ہمارے دل میں کینہ بغض نہ ڈال) (الحشر: 8-10).

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے بعد قیامت تک آنے والے مومن صحابہ کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور ان کے لیے خیر و بھلائی کے جذبات سے سرشار ہیں، اور جو ایسا نہ کرے، بلکہ صحابہ کو لعن طعن کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں.

88. س: صحابہ کرام میں سے اجمالی اور تفصیلی طور پر افضل کون ہیں؟

ج: افضل ترین صحابہ: مہاجرین اور انصار میں سے وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے، پھر اہلِ بدر، اہلِ احد، اہلِ بیعت رضوان، پھر جو ان کے بعد ایمان لائے، جبکہ تفصیلی طور پر: سب سے افضل: ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی، اور پھر باقی عشرۃ مبشرہ ہیں: (5) طلحۃ بن عبیداللہ، (6) الزبیر بن العوام، (7) سعد بن ابی وقاص، (8) عبدالرحمٰن بن عوف، (9) ابو عبیدہ بن الجراح، (10) سعید بن زید.

سیدنا عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: (ہم عہد رسالت میں ابو بکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر، پھر عثمان..)، مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں)، اور: (فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے).

89. س: چاروں خلفاء راشدین کی خلافت کی کیا دلیل ہے؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (نبوت کے منہج پر خلافت تیس سال رہے گی) (السلسلة الصحيحة) اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ چاروں خلفاء راشدین کی خلافت اسی مدت میں تھی: ابو بکر کی خلافت: 2 سال 3 ماہ، عمر فاروق کی خلافت: 10 سال 6 ماہ، عثمان کی خلافت: 12 سال، علی کی خلافت: 4 سال 9 ماہ، اور 30 سال کی تکمیل حسن بن علی کی 6 ماہ کی خلافت سے ہوئی. اسی طرح سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خواب بھی چاروں خلفاء کی خلافت اور ان کی ترتیب کی واضح دلیل ہے، جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا (میں خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا، سب سے پہلے ابو بکر نے اس کی رسی پکڑی اور تھوڑا سا پانی پیا، پھر عمر آئے اور انہوں نے اس سے اتنا پیا کہ سیر ہو گئے، پھر عثمان آئے اور خوب سیر ہو کر پیا، پھر علی آئے اور انہوں نے رسی سے پکڑا تو وہ کھل گیا اور اس میں سے ان پر تھوڑا پانی پڑا).

90. س: ابو بکر صدیق کی خلافت میں اولیت کی کیا دلیل ہے؟

ج: خصوصاً ابو بکر کی خلافت میں اولیت کی بہت سی دلیلیں ہیں، جن میں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ امامت کروانا، آپ کا خلیل ہونا، اور جب ایک عورت نے کہا کہ اگر آپ کو نہ پاؤں، تو نبی کریم نے اسے ابو بکر کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا.

91. س: اُولی الاَمر کون ہیں؟ اور ان کے بارے ہم پر کیا واجب ہے؟

ج: اولی الامر سے مراد علماء اور مسلمان حکمران ہیں، اور خصوصاً حکمرانوں کے متعلق قرآن وسنت میں جو تعلیمات دی گئی ہیں: وہ (1) ان کی بیعت کرنا، (2) جس چیز میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اس میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا، (3) ان کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آنا، (4) کسی غلطی پر نرمی سے انہیں نصیحت کرنا، (5) ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنا، (6) انہیں زکاۃ و خراج ادا کرنا، (7) ان کی طرف سے کسی ظلم زیادتی کو برداشت کرتے ہوئے صبر سے کام لینا، (8) ان کی بیعت نہ توڑنا. (9) جب تک کھلا کفر ظاہر نہ ہو ان کے خلاف ہتھیار نہ اٹھانا، (10) ان کی مدد اور نصرت کرنا، (11) ان سے کسی طرح کی

دھوکہ بازی نہ کرنا، (12) اور ان کی خیر وصلاح کے لیے دعا گو رہنا، اسی ضمن میں ارشادِ باری تعالی ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ} (اے اہل ایمان: اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان کی جو تم میں سے اولی الامر ہیں) (النساء: 59)

92. س: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کس پر واجب ہے، اور اس کے مراتب کیا ہیں؟

ج: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ویسے تو ہر مسلمان پر واجب ہے، لیکن اگر یہ فریضہ بعض مسلمانوں کے کرنے سے ادا ہو جائے (یعنی نیکی پھیلتی رہے. برائی ختم ہو جائے) تو باقی مسلمانوں سے اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، اور اگر کوئی بھی یہ فریضہ ادا نہ کرے تو سبھی گنہگار اور اللہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے، اس لحاظ سے یہ فروض کفایہ میں سے ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: {وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} (اور تم کو ایسی جماعت ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے، اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے، اور یہی وہ لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں) (آل عمران: 104)، اس کے مراتب بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَن رَأى مِنكُم مُنكَراً فَليُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَستَطعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَستَطعْ فَبِقَلبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ) (تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو طاقت کے مطابق اسے بدل دیے، اگر اس میں طاقت نہ ہو تو زبان سے بدل دیے، اور اگر زبان سے بھی بدلنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے نفرت کرے، اگرچہ یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے) (مسلم).

93. س: اولیاء اللہ کون ہیں؟

ج: اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دوست ہیں، ان کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے: {أَلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ . الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ} (خبردار: یقیناً اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جنہیں کچھ خوف ہوگا نہ غم کھائیں گے، یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور پرہیزگار بنے) مذکورہ آیت میں اولیاء اللہ کی ان صفات سے معلوم ہوا کہ وہ توحید پرست، صحیح اور سچا عقیدہ رکھنے والے ہیں، اور تقوی وپرہیزگاری اختیار کرنے والے ہیں، یعنی وہ عقیدہ وعمل میں کتاب وسنت کی اتباع کرنے والے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اگر تم کسی آدمی کو پانی پر چلتے یا ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھو تو اس کی تصدیق نہ کرو—اور نہ ہی اس سے دھوکہ کھاؤ—جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کہاں تک کر رہا ہے).

94. س: ان کی کرامات کی کیا حقیقت ہے؟

ج: اللہ تعالی کے سچے اولیاء کی کرامتیں برحق ہیں، اللہ تعالی ان کی عزت افزائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لیے ان کے ہاتھ پر کسی خلاف عادت چیز کا ظہور فرما دیتا ہے، جسے کرامت کا نام دیا جاتا ہے، جیسا کہ اصحابِ کہف اور اصحابِ غار کا واقعہ، اور اسی طرح کے ہزاروں واقعات جن کا سلسلہ عہد نبوت، یا صحابہ وتابعین کے دور سے لے کر آج تک جاری ہے، اور قیامت تک جاری رہے گا، لیکن یہ کرامات محض اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں، ان میں کسی کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، کہ جب کوئی چاہے اور جیسے چاہے کوئی کرامت دکھا دے، اور پھر یہ بھی جس کے ہاتھوں کرامت ظاہر ہو وہ قرآن وسنت کی اتباع کرنے والا متقی شخص ہو، اگر اس کے برخلاف کسی مشرک بے دین کے ہاتھوں ظاہر ہو تو وہ جادو اور شعبدہ بازی کا شیطانی عمل ہے.

95. طائفہ ناجیہ منصورہ کیا ہے، اور ان کی کیا صفت ہے؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتر (73) فرقے ہوں گے، جو سبھی جہنم میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے جو نجات پانے والا ہے، اور وہ ایسے لوگ ہیں جو اس طریقہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں، اسی جماعت کے متعلق آپ کا فرمان ہے: (لا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ) (میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، ان کے دشمن ان کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے)، اس حدیث میں بہت بڑی بشارتیں بیان ہوئی ہیں: (1) اللہ کا دینِ حق قیامت تک باقی رہے گا. (2) اس دینِ حق پر چلنے والی ایک جماعت بھی قیامت تک جاری رہے گی. (3) دشمنوں کی سازشیں نہ تو اللہ کے دینِ حق کو مٹا سکیں گی، اور نہ ہی حق پرست لوگوں کو اس سے پھیر سکیں گی. (4) دینِ حق اور اس پر چلنے والوں کا ہی غلبہ رہے گا.

96. دین کے تین بنیادی اصول کیا ہیں؟

ج: یہ وہ اصول ہیں جن کا قبر میں سوال ہوگا: اللہ، رسول اور دینِ اسلام. قبر میں دفن ہونے کے بعد مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں: مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِيْنُكَ؟ مَنْ نَبِيُّكَ؟ (ابوداود: صحیح)

97. دینِ اسلام کے معتدل اور میانہ رو ہونے کا کیا معنی ہے؟

ج: دین کے معتدل اور میانہ رو ہونے کا یہ معنی ہے کہ بغیر افراط و تفریط اور بغیر تشدد اور لاپرواہی کے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا. ابن عثیمین فرماتے ہیں: افراط و تفریط سے بچنے کا نام اعتدال ہے. ارشادِ باری تعالی ہے: { وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا} (البقرة: 143) (ہم نے اسی طرح تمہیں عادل (درمیانی) امت بنایا)، اور ارشاد نبوی ہے: (إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَ أَبْشِرُوا (متفق علیہ) بیشک دین آسان ہے، جو اس میں سختی کرے گا یہ اس پر غالب آ جائے گا، چنانچہ میانہ روی سے صحیح عمل کرو، اور قبولیت کی امید رکھو

98. کسی مسلمان کی تکفیر کا کیا حکم ہے؟

ج: ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی مسلمان کو کافر قرار دینا جائز نہیں، اگرچہ وہ کسی غلطی میں مبتلا ہو، یہاں تک کہ اس پر حجت قائم کرتے ہوئے اس کے لیے دلیلیں واضح کی جائیں، ملا علی قاری کہتے ہیں: اگر کسی کے کفر کی 99 دلیلیں اور اس کے مقابلہ ایک دلیل اس کے مسلمان ہونے کی ہو تو اس دلیل کی بنیاد پر اسے کافر نہیں قرار دیا جائے. ارشادِ نبوی ہے: (لاَ يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوقِ وَلاَ يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلاَّ ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ) (البخاري) (جب بھی کوئی کسی شخص کو فاسق یا کافر کہتا ہے تو اگر جسے کہا گیا وہ کافر نہیں تو یہی کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے). مزید ارشاد نبوی ہے: (لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِالْكُفْرِ فَهُوَ كَقَتْلِهِ) (البخاري) (مومن پر لعنت ڈالنا اسے قتل کرنے کی مانند ہے، اسی طرح جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے یہ بھی اسے قتل کرنے کے مترادف ہے). مزید فرمان ہے: (إذا قال الرجل لأخيه : ياكافر ، فقد باء بها أحدهما). (البخاري) (جب کوئی اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے).

99. خوارج کون ہیں؟ اور ان کے کیا گمراہ کن عقائد ہیں؟

ج: وہ کبیرہ گناہ کرنے کو کفر قرار دیتے ہوئے ایسا گناہ کرنے والے کو کافر قرار دیتے ہیں. اور آخرت میں اس کو جہنمی قرار دیتے ہیں. ارشادِ نبوی ہے: (يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلاَمِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ) (بخاري) (اس شخص سے ایسے لوگ پیدا ہوں

گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا، اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے)، ان کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: (**يقتلون أهل الإسلام، ويَدَعُون أهل الأوثان**)، (**متفق عليه**) (وہ کافروں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے).

100. فتنوں سے بچنے کا صحیح راستہ کیا ہے؟

ج: اس کا صحیح راستہ کتاب وسنت کی تعلیمات حاصل کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: (**إِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ**) (**الترمذي**). جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت بڑے اختلافات دیکھے گا، تو ان حالات میں تمہیں میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا اور اس پر اپنے دانت گاڑ دینے ہونگے.